

# مسئلہ کشمیر



## مسئلہ کشمیر

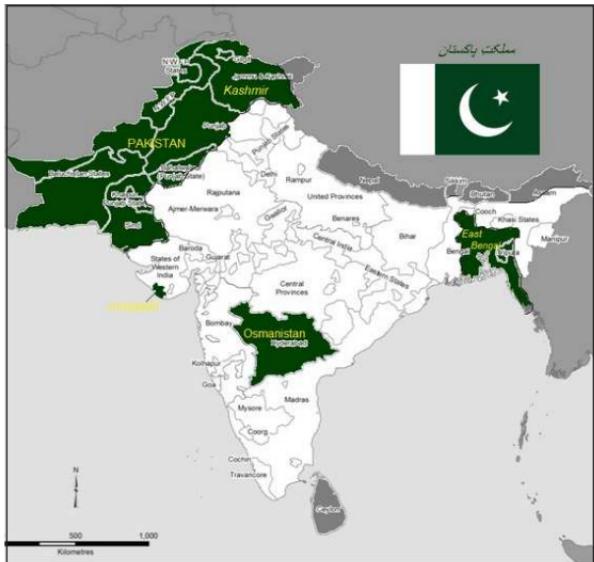
محمد بشیر ہرل، دبستان فکر اقبال

(اس مختصر مضمون میں مسئلہ کشمیر کا اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔ مقصد عام شہریوں اور نوجوانوں کو ابتدائی معلومات مہیا کرنا ہے) درخواست ہے کہ جہاں اصلاح کی ضرورت ہو 0333-6517766 پر میری رہنمائی فرمائی جائے

تقسیم ہند کا اصول یہ طے ہوا تھا کہ مسلم اکثریت والے علاقے پاکستان میں اور ہندو اکثریت والے علاقے ہندوستان میں شامل ہوں گے البتہ خود مختار ریاستوں کو ہندوستان یا پاکستان میں سے کسی کے ساتھ الحق کا اختیار دیا گیا تھا۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ تک حیدر آباد، جونا گڑھ، اور کشمیر نے ابھی کسی کے ساتھ الحق کا فیصلہ نہیں کیا تھا۔ یہ تینوں ریاستیں آزاد اور خود مختار تھیں۔ لیکن ان تینوں ریاستوں پر بھارت نے جارحانہ قبضہ کر لیا۔ کشمیر کا الحق عارضی تھا لیکن ستر سال میں تقریباً پچاس صدارتی حکومتوں کے ذریعہ مرکزی حکومت کو آئین کے تحت حاصل ۱۹۴۷ء میں سے ۹۵ مقبولہ کشمیر پر نافذ کر دیے گئے۔ دفعہ ۳۰ کی حیثیت بھی اب صرف اتنی رہ گئی تھی کہ کوئی غیر کشمیری ریاست میں جائیداد نہیں خرید سکتا۔ ۱۵ اگست ۲۰۱۹ء کو بھارت نے یہ دفعہ ۳۰ بھی ختم کر دی ہے جس سے اب یہ رکاوٹ بھی ختم ہو گئی ہے اور اب بھارت وہاں دوسرے علاقوں سے لا کر انہا پسند ہندوؤں کو آباد کرے گا اور آبادی کے تناسب میں مسلم اکثریت کو ختم کرے گا۔

## ریاست حیدر آباد

۸۲ ہزار مرلے میل رقبہ پر مشتمل امیر کبیر ریاست حیدر آباد ہندوستان بھر میں اہم ترین تھی۔ اس کی آبادی ایک کروڑ ۶۰ لاکھ تھی، اُس وقت سالانہ آمدن ۲۶ کروڑ تھی۔ اپنا سکہ اور ڈاک ٹکٹ چلتے تھے۔ آبادی کی اکثریت ہندو تھی لیکن حکمران یعنی نظام حیدر آباد مسلمان تھا جن کا خاندان اٹھارہویں صدی کے شروع سے حکمران چلا آتا تھا۔ نظام حیدر آباد نے پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا چاہا تو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے دورہ پاکستان کے دوران پہلیں کا پیغام پہنچایا کہ پاکستان حیدر آباد کا مطالبہ چھوڑ دے اور پورا کشمیر لے لے۔ ہمارے ہاں اس پر غور اور مشورہ جاری تھا کہ بھارت نے چاروں طرف سے فوجی گھیرا ڈال کر نظام سے "عارضی" الحاق پر دستخط کروالیے، اور قائدِ اعظم کی وفات کے ۳ دن بعد ۷ اگسٹ ۱۹۴۸ کو ریاست پر مکمل فوجی قبضہ کر لیا۔



18

## ریاست جونا گڑھ

۱۳ ستمبر ۱۹۴۷ کو ریاست جونا گڑھ اور منادر نے پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کر لیا۔ یہ ۷۳۷ مربع میل رقبہ پر ایک چھوٹی اور آزاد ریاست کراچی سے صرف ۳۰۰ میل نیچے ہندوستان کے جنوب مغربی ساحل پر واقع تھی جس کا حکمران مسلمان تھا لیکن ۷ لاکھ آبادی کی اکثریت ہندو تھی، پاکستان سے الحاق کی خبر بھارت کو ہو گئی اور گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے قائد اعظم کو ایک تاریخی شیکر ام بھجواد یا جس میں دلیل دی گئی کہ "چونکہ جونا گڑھ میں ہندو اکثریت ہے اس لیے اس کا الحاق پاکستان کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے"۔ اس معاملہ پر وزیر اعظم لیاقت علی خان کے مذکورات بھارت سے چلتے رہے۔

## ریاست جموں و کشمیر



ریاست جموں و کشمیر برصغیر کے شمال مغربی حصہ میں 84,471 مربع میل پر وسیع ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست ہے۔ یعنی حیدر آباد اور جونا گڑھ کے مجموعی رقبہ کے تقریباً برابر۔ اس کی سرحدیں تبت، چین، افغانستان، اور روانہ خان کی پٹی سے پار، روس سے مل جاتی ہیں۔ پہاڑی سر زمین ہونے کی وجہ سے آبادی گنجان

نہ تھی اور ۱۹۳۱ کی مردم شماری کے مطابق ۲۱ لاکھ تھی جن میں سے ۹۳ فیصد مسلمان تھے البتہ جنوبی حصہ جموں میں مسلمان ۲۱ فیصد تھے۔ جغرافیائی طور پر کشمیر مغربی پاکستان کے میدانوں کا پہاڑی تسلسل ہے، سندھ، جہلم اور چناب تین بڑے دریاؤں کا منبع کشمیر میں ہے، ریل اور سڑک کے سارے رابطے پاکستان کے ساتھ تھے، لکڑی ان دریاؤں کے راستے ہی پاکستان بھجوائی جاتی جو کشمیر کی معیشت ہے۔ کشمیر کے مسلمانوں کا ثقافتی اور مذہبی رشتہ پاکستان کیساتھ فطری ہے۔ اس طرح جغرافیائی، معاشری ثقافتی اور مذہبی حوالوں سے کشمیر پاکستان ہی کا قدرتی حصہ ہے۔ سکھوں کی نسلکت کے بعد ۱۸۳۶ء میں ایک معاهدہ کے تحت انگریزوں نے ریاست جموں کشمیر ایک زمیندار گلاب سنگھ کو ۷۵ لاکھ میں پیچ دی تھی مہاراجہ اور اس کے ڈوگرہ قبلہ نے ایک سو سال تک ریاست پر جا بارہ حکومت قائم رکھی۔ ریاست کی ترقی کے لئے کچھ بھی نہ کیا گیا البتہ مسلمان عوام سے بھاری خراج یعنی ٹیکس وصول کیا جاتا۔ مسلمانوں پر ہندوؤں کو واضح ترجیح دی جاتی اور مسلم عوام غربت کی ناقابل بیان سطح پر زندگی گزارنے پر مجبور رہے۔ تعلیم رائج ہونے کے بعد ۱۹۳۰ء سے بنیادی سیاسی حقوق کے لئے آواز اٹھنے لگی جس کی قیادت کشمیر سے شیخ عبد اللہ اور جموں سے چوہدری غلام عباس کر رہے تھے۔ ان دونوں نے مل کر جموں کشمیر مسلم کانفرنس کے نام سے سیاسی پارٹی قائم کر لی تو مہاراجہ نے ان کی آواز دبانے کے لئے تشدد شروع کر دیا اور گولی چلانے تک چلا گیا۔ اس پر پنجاب سے بڑی تعداد میں لوگ کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لئے وہاں چلے گئے اور ۳۰ ہزار افراد نے وہاں جا کر گرفتاری دے دی۔ اسی دوران لاہور میں علامہ محمد اقبال کی زیر صدارت کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ علامہ اقبال کے آباء اجداد نے بھی کشمیر سے ہی پنجاب ہجرت کی تھی۔ جب

مراحمت بڑھی تو حکومت ہند نے ایک کمیشن کی سفارشات پر چند آئینے اصلاحات نافذ کیں اور ۱۹۳۹ء میں جزوی طور پر منتخب نمائندوں پر مشتمل ایک قانون ساز اسمبلی قائم کر دی گئی۔ پنڈت نہرو کی شیخ عبداللہ سے پرانی دوستی تھی۔ اس نے اس شرط پر مہاراجہ کے خلاف مراحت میں شیخ عبداللہ کی تائید کرنے کا وعدہ کیا کہ وہ پارٹی کا نام مسلم کانفرنس کی بجائے نیشنل کانفرنس رکھ دے۔ اس طرح یہ جماعت مسلمانوں کی نمائندہ کی بجائے ایک سیکولر جماعت بن گئی۔ پاکستان کا مطالبہ مقبول ہونے کے بعد کشمیر کے بارے میں کانگرس اور مسلم لیگ میں ٹھن گئی اور چودھری غلام عباس کی سربراہی میں مسلم کانفرنس کو دوبارہ فعال کر دیا گیا۔ شیخ عبداللہ بدستور سیکولر نیشنل کانفرنس کے صدر، اور کانگرس کے حاشیہ نشین بننے رہے۔

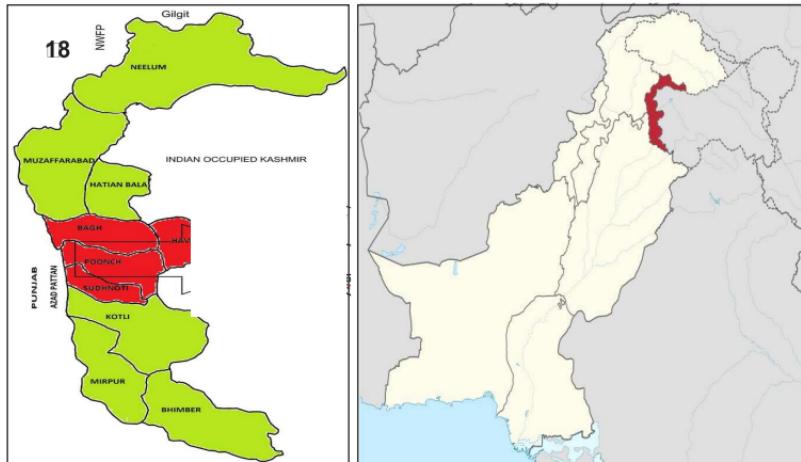
جب تقسیم ہند کا فارمولاطہ ہوا تھا تو کانگریسی رہنماؤں نے صوبہ سرحد اور کشمیر کو



ساتھ زمینی رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ صوبہ سرحد اور ہندوستان کے

ہندوستان میں شامل کرنے کی بہت کوشش کی۔ شیخ عبداللہ اور سرحدی گاندھی عبدالغفار خان ان کے ہمنوٹ تھے لیکن صوبہ سرحد کے

درمیان کشمیر کے علاوہ اور کوئی زمینی راستہ نہ تھا، چنانچہ کشمیر میں ہندوستانی قبضہ پلاٹا تھا کے لئے مستقل دفاعی خطرہ ہوتا۔ اسی طرح پاکستان کو سیراب کرنے والے سارے دریا ہندوستانی قبضہ میں چلے جاتے۔ بھارت کا کشمیر کے ساتھ زمینی رابطہ بھی صرف ضلع گوردا سپور میں پڑھان کوٹ کے راستہ ہی تھا۔ واحد دوسرا راستہ ہما چل پر دلیش کے دشوارا گزار پہاڑوں میں سے تھا جن پر سڑکیں بھی نہیں بنی تھیں۔ چنانچہ کانگریس لیڈروں نے اندر وون خانہ کشمیر کے لئے راستہ کا معاملہ طے کر کے ریڈ کاف ایوارڈ میں تبدیلی کروائی اور گوردا سپور، بٹالہ، فیروز پور، زیرا کی مسلم اکثریت والی تحصیلیوں کے علاوہ پڑھان کوٹ بھی ہندوستان کو دیدی گئی۔ جس وقت دونوں حکومتوں کے درمیان کشمیر کے بارے میں چوہے بلی کا کھیل جاری تھا اسی دوران ۱۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ کو شیخ عبداللہ نے ایک پریس کانفرنس میں یہ الفاظ کہے "ریاست کشمیر کا محل وقوع ایسا ہے کہ اگر ہندوستان کے ساتھ الحاق کر لے تو پاکستان پوری طرح گھیرے میں آجائے گا۔" اس طرح کشمیر پر قابو پا کر بھارت پاکستان پر بھی قابو پا سکتا تھا۔ اتفاق دیکھیے کہ اسی دن ۱۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ کو ہی لیاقت علی خان نے چودھری محمد علی کو بڑی راز داری اور مسرت سے بتایا کہ ہزاروں قبائلیوں کا لشکر کشمیری مسلمانوں کی مدد کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر روانہ ہو چکا ہے۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ کو دریائے جhelum عبور کرتے ہی قبائلی لشکر نے مہاراجہ کے فوجیوں کو مغلوب کر لیا اور ۱۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک ریاست کے دار الحکومت سری نگر کے قریب اڑی تک پہنچ گئے۔ ۱۲۵ اور ۱۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ کی درمیانی شب مہاراجہ، جو خود مختار کشمیر کے لیے کوشش تھا، سری نگر سے فرار ہو کر اپنے خاندان سمیت جموں چلا گیا۔ قبائلی لشکر اگر ۲۶ اکتوبر کو بارہ مولا میں رکنے کی بجائے سری نگر میں داخل ہو جاتا تو قبضہ یقینی تھا کیونکہ محل خالی



## آزاد کشمیر

تحا۔ حملہ کی خبر سنتے ہی بھارت نے گورنر جزل ماونٹ بیٹن سے کشمیر میں بھارتی فوج داخل کرنے کے حکم پر دستخط مانگنے تو اس نے بھی جزل میری کی طرح یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب تک مہاراجہ بھارت کے ساتھ الحاق نہ کرے، آپ فوج داخل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ نہرو اور پیل نے وی پی مین کو بذریعہ ہوائی جہاز جموں بھجو کر الحاق پر مہاراجہ کے دستخط لئے۔ دستاویز الحاق پر دستخط کرنے سے پہلے موونٹ بیٹن نے فائل پر یہ الفاظ لکھے:

"it is my Government's wish that as soon as law and order have been restored in Jammu and Kashmir and her soil cleared of the invader the question of the State's accession should be settled by a reference to the people."

اس جعلی الحاق پر ماونٹ بیٹن کے دستخط ہوتے ہی بھارت نے اسی رات ایئر فورس کے ذریعے اسلحہ اور اپنی فوج سری گنگر میں داخل کرنا شروع کر دی جس نے قبائلی لشکر کو سری گنگر

کے باہر ہی روک کر پچھے دھکیل دیا۔ کشمیر کا صرف ۳۳ فیصد حصہ آزاد کروایا جاسکا ہے اس کی چوڑائی صرف ۱۲ کلومیٹر سے لیکن ایک بریکٹ کی طرح کے اس آزاد کشمیر نے بھارت کا تعلق صوبہ سرحد اور افغانستان سے ناممکن کر کے باچا خان اور نہرو کا ناپاک خواب خاک میں ملا دیا۔ بھارت خود مسئلہ کو اقوام متحده میں لے گیا جہاں سلامتی کو نسل نے رائے شماری کی شرط کے ساتھ جنگ بندی کا حکم جاری کر دیا۔ یہ رائے شماری آج تک نہیں ہو سکی اور ہندوستان ہمارے دریاؤں پر ڈیم بناتا اور ہمارے لئے پانی کا بحران پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔

## دفعہ ۷۰ کا خاتمه اور کشمیر کا بھارت سے الحاق

۵ اگست ۲۰۱۹ء کو آئین، قانون، بین الاقوامی یقین دہانیوں اور سلامتی کو نسل کی قراردادوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے بھارتی آئین سے دفعہ ۷۰ کا ختم کردی گئی جس کے تحت کشمیر کو خصوصی حیثیت حاصل تھی اور اس طرح آئینی طور پر کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کردی گئی ہے۔ اس پر پاکستان میں بہت احتجاج اور یونیورسٹیوں، ریڈیو اور ٹی وی پر بہت احتجاجی پروگرامز ہوئے اور اس دن سے کشمیری عوام سراپا احتجاج ہیں لیکن وہاں سخت سنسر اور کریونا فذ کر کے ان کے لیڈروں کو بھارت کے دوسرے علاقوں کی جیلوں میں منتقل کیا جا رہا ہے، اور نہتے کشمیریوں کا خون آج بھی بہہ رہا ہے۔

## ناجاائز الحاق

آخر کار ۳۰ دسمبر ۲۰۱۹ء کو بھارت نے اپنے آئین میں ترمیں کر کے کشمیر کو تین الگ الگ حصوں میں تقسیم کر دیا ہے یعنی لداخ، کشمیر اور جموں۔ یہ تینوں علاقے الگ الگ براہ



راست دہلی حکومت کی نگرانی میں رہیں گے۔ یعنے کشمیر کا بھارت کے ساتھ یکطرفہ الحاق مکمل کر لیا گیا۔ افسوس ہے کہ پاکستان کے بھرپور احتجاج اور توجہ دلانے کے

باوجود عالمی طاقتوں نے بھارت کی نہ مذمت کی نہ اس کا راستہ روکا۔ یعنی جیسے ۱۸ جنوری ۲۰۲۰ء کو امریکہ نے اسرائیل کے قبضہ میں تمام فلسطینی علاقوں کو اسرائیل کی یہودی ریاست کا حصہ تسلیم کر لیا ہے اسی طرح امریکہ اور اس کے حواری مقبولہ کشمیر پر بھارت کا قبضہ جائز تسلیم کر چکے۔ جبکہ بھارت ۰۰۰، ۹۳ کشمیریوں کو شہید، ہزاروں کو زخمی اور اندرھا کر چکا ہے۔ انللہ وانا الیہ راجعون۔

18

## کشمیر، تاریخ کے آئینے میں

- کشمیر میں مسلمان ۹۳%، جوں میں ۳۳%， اور لداخ میں ۳۶% ہیں
- ۱۳۲۱ء کشمیر میں سن ۲۱۳۲ء میں اسلام پھیلا جب بدھ راجہ رجنگ مسلمان ہو گیا۔ ہندو  
برہمنوں نے جو پنڈت کہلاتے ہیں، اس وقت سے مخالفت شروع کر دی
- ۱۵۸۵ء مغلوں نے کشمیر فتح کر لیا اور برہمنوں کو اعلیٰ عہدے دے کر خاموش کر دیا
- ۱۷۳۰ء مغل شاہ نے انہیں کشمیری پنڈت کا خطاب دے دیا
- ۱۷۵۱ء احمد شاہ عبدالی نے ریاست فتح کر لی، اس وقت تک حکومت میں پنڈتوں کا  
عمل دخل ختم ہو چکا تھا
- ۱۸۱۹ء پنڈتوں نے رنجیت سنگھ کو حملے کی دعوت دی جس نے کشمیر پر قبضہ کر کے اسلامی  
حکومت کا تسلسل ختم کر دیا
- ۱۸۲۶ء انگریزوں نے سکھوں کو شکست دے کر کشمیر پر قبضہ کر لیا، اور اسی سال  
ریاست جموں کے ہندو راجہ گلاب سنگھ کو فروخت کر دی
- پہلی گولی گلاب سنگھ نے مسلمانوں پر ظلم کی حد کر دی ان پر بے تحاشا ٹیکس لگائے اور  
احتجاج پر ۱۸۲۹ء پر میل ۱۲۹۱ء کو مظاہرین پر گولی چلا کر ۱۸ مسلمان شہید کر دیے
- ۱۹۰۲ء پنڈتوں نے مسلمانوں کی مزید آمروکنے کے لیے قانون منظور کروا لیا کہ باہر  
سے آ کر کوئی کشمیر میں زمین نہ خرید سکے گا۔
- ۱۹۴۶ء مہاراجہ نے شیخ عبد اللہ کو جیل میں ڈال دیا کیونکہ تقسیم ہند کے بعد مہاراجہ ہری  
سنگھ کشمیر کو خود مختار ریاست منوانا چاہتا تھا۔

۷۱۹۳۷ء پاکستان سے الحاق میں راجہ کی پس و پیش پش پر پوچھ کے عوام نے بغایت کر دی۔ انکی مدد کے لیے پاکستان کے انگریز جرنیل فرینک میسروی نے فوج بھجوانے سے انکار کر دیا۔

۱۹۲۱ اکتوبر مجبوراً کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لیے قبائلی لشکر کشمیر میں داخل ہو گیا جس نے دریائے جہلم عبور کرتے ہی راجہ ہری سنگھ کی فوج کو سرگاؤں کروالیا

۱۹۲۶ اکتوبر لشکر مظفر آباد سے آگے سری نگر کے قریب بارہ مولا تک پہنچ گیا تو راجہ ہری سنگھ سری نگر سے بھاگ کر جموں چلا گیا۔ لشکر کے حملہ اور ہری سنگھ کے فرار پر آدھی رات کوئی پی میں بذریعہ جہاز جموں جا کر ہری سنگھ سے 'عارضی' دستاویز الحاق پر دستخط کروا لایا، جس کے ذریعہ مہاراجہ نے دفاع، خارجہ، مواصلات کے تین امور مرکزی حکومت کے حوالہ کیے تھے۔ ماؤنٹ بیٹن کی منظوری کے بعد رات ہی رات میں ہواںی جہازوں کے ذریعہ جنگی اسلحہ اور فوج کو سری نگر میں اتار دیا۔

۱۹۲۷ اکتوبر فوج نے ۱۹۲۱ اکتوبر کو قبائلی لشکر کو سری نگر میں داخلہ سے روک دیا۔ عارضی مونٹ بیٹن کے دستخط وقت، ہری سنگھ کے نام خط میں، اقوام متحدة میں، اور برطانوی وزیر پینڈر سن کے دورے میں اس الحاق کو عارضی ہی کہا گیا۔

۱۹۳۰ اکتوبر نہرہ نے ہری سنگھ کی مرضی کے بر عکس شیخ عبداللہ کو ریاست کا وزیر ۱۹۳۷ء اعظم بنادیا جس کے ساتھ ۱۹۳۸ء سے نہرہ کی گہری دوستی تھی۔

۱۹۳۱ اکتوبر نہرہ نے لیاقت کو لکھ یہ عارضی اقسام ہے رائے شماری کرائیں گے اپنی حکومت کے دوام کی خاطر شیخ عبداللہ نے نہرہ سے مذاکرات کے بعد

۱۹۷۹ء میں کشمیر کے یہ خصوصی سٹیشس کی بات منوالی اور آئین کے مسوہ میں دفعہ ۷۰ سے شامل کر کے کشمیر کو خصوصی حیثیت دے دی گئی۔

۱۹۵۰ء ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو بھارتی آئین نافذ ہوا تو اس میں دفعہ ۷۰ سے شامل تھی جس کے ذریعہ دفاع، خارجہ اور مواصلات کے تین امور بھارتی حکومت کے ذمہ تھے۔ لکھا گیا تھا کہ اس دفعہ میں ترمیم صرف ریاست کی آئین ساز اسمبلی کر سکے گی۔ آئین ساز اسمبلی ایکشن ہوئے جن میں شیخ عبداللہ کو اکثریت مل گئی۔

۱۹۵۱ء ۲۶ جنوری کو آئین نافذ ہو گیا اور آئین ساز اسمبلی تحلیل ہو گئی۔ اسمبلی نے یہ دفعہ ختم یا تبدیل نہیں کی۔ اور آرٹیکل ۷۰ سے بھارتی آئین کا مستقل حصہ بن گیا۔

۲۰۱۹ء ۱۵ اگست کو بھارت نے یک طرفہ پر تمام یقین دہانیوں، UN کی قراردادوں اور بین الاقوامی وعدوں کے بر عکس یہ دفعہ ختم کر دیا اور ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو باقاعدہ اپنی حدود میں شامل کر کے ریاستی حیثیت ہی ختم کر دی، اور غیر کشمیری ہندوؤں کو بھی کشمیر میں جائیداد خریدنے کا حق دے دیا۔ اب ریاست کی آبادی میں مسلم اکثریت بتدریج ختم کر دی جائیگی۔

۳۰ دسمبر آخوند کار ۲۰۱۹ء کو بھارت نے کشمیر کو تین حصوں، لداخ، جموں اور کشمیر میں تقسیم کر کے مرکزی حکومت کے کنٹرول میں لے لیا۔ قصہ ختم۔

حل: ہماری رائے میں پاکستان کو بھرپور سفارتی کوششیں جاری رکھنی اور کنٹرول لائن پر نظر؛ اور صحیح وقت اور موقعہ کا انتظار کرنا چاہیے۔

18

## گلگت بلتستان اور سیاچین



جموں و کشمیر کے حقوق سے آگاہ حضرات جانتے ہیں کہ آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے علاقے تقسیم ہند کے فارمولے کے تحت پاکستان کا حصہ نہیں بنے تھے بلکہ انہیں 1947-48 میں زیادہ تر مقامی حریت پسندوں اور کچھ ہمارے قبائلی بھائیوں نے مسلح جدوجہد سے ہندو ڈگرا احتلال سے آزاد کرایا تھا۔ اس دوران میں 27 اکتوبر 1947 کو بھارتی فوجیں جموں کشمیر میں داخل ہو گئیں تو پاک فوج بوجوہ بہت تاخر سے حریت پسندوں کی مدد کو پہنچی۔ چودہ ماہ کی معرکہ آرائیوں کے بعد وزیر اعظم لیاقت علی خان نے بھارتی حکومت کی یو این او میں کرانی گئی اس یقین دہانی پر اعتبار کرتے ہوئے کیم جنوری 1949 کو جنگ بندی تسلیم کر لی کہ مسئلہ جموں کشمیر رائے شماری سے حل کر لیا جائے گا لیکن بھارتی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو چند سال بعد اس عالمی وعدے سے مکر گئے اور جموں کشمیر کو بھارت کا اٹوٹ انگ قرار دینے لگے۔

۱۹۶۵ء کی ۷ اسٹرہ روزہ جنگ بھی کشمیر کی خاطر لڑی گئی جو روتنی مداخلت پر بنے نتیجے بند ہو گئی اور عدم جاریت کا معاهدہ تاشقند طے ہو گیا جس میں جنگ بندی لائن کو لائن آف کنٹرول قرار دے دیا گیا۔ بھارت نے مذاکرات کے ذریعہ مسئلہ کو حل کرنے کی شق پر کبھی نیک نتیجے عمل نہ کیا۔ جنگ ستمبر ۶۵ میں پاک فوج کی برتری کا بدلہ بھارت نے دسمبر 1971 کی جنگ میں یوں لیا کہ پاکستان دونکٹرے ہو گیا اور قوم کو سقوط مشرقی پاکستان کا سانحہ دیکھنا پڑا۔ تب بھارتی وزیر اعظم اندر اگاندھی نے فخر سے کہا کہ ہم نے ہزار سالہ غلامی کا بدلہ لے لیا ہے اور نظریہ پاکستان کو خٹچ بگال میں ڈبو دیا ہے۔ اس جنگ کے آخری دنوں ہی میں بھارت نے کرگل کی چوٹیوں، چھوربٹ اور ترنک کے علاقوں پر قبضہ کر لیا مگر نئے پاکستان میں بر سر اقتدار آنے والے بھٹو نے شملہ معاہدہ میں یہ علاقے واپس لئے بغیر جنگ بندی لائن کے بجائے نئی کنٹرول لائن تسلیم کر لی۔ یوں کارگل کی چوٹیاں اور چھوربٹ 23 برس ہمارے قبضے میں رہنے کے بعد بھارت کے قبضے میں چلے گئے۔ میڈیا پر قابض بھٹو حکومت نے اس نقصان کی قوم کو ہواتک نہ لگانے دی۔ پھر اٹھائیں سال بعد جzel پرویز مشرف نے کارگل کی چوٹیوں پر چڑھائی کی مغربات نہ بی۔ اور چند ماہ بعد جولائی 1999 میں وزیر اعظم نواز شریف کے حکم پر چوٹیاں خالی کرنی پڑیں جو امریکہ کے صدر کائنٹن کا دباؤ نہ سہہ سکے۔ ان دنوں سکردو میں چھوربٹ کے دسمبر 1971 سے ادھر کے ہوئے افراد سے معلوم ہوا کہ جو تعلیم اور کاروبار کے لئے ادھر پاکستان میں تھے وہ بیہیں رہ گئے اور ان کے بھائی بند ادھر چھوربٹ میں بھارتی رعایا بن گئے۔ کرگل کی چوٹیوں کے دوسرا طرف واقع کرگل شہر ہے اس پر 1948 میں مجاہدین آزادی نے قبضہ کر لیا تھا مگر پھر ان کو مکنہ ملنے سے بھارتی فوج اس پر قابض ہو گئی تھی

بلکہ 1948 میں تو مجاہدین دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے لداخ کے دارالحکومت لیہ تک پہنچ گئے تھے۔ اول 1984 میں بھارت نے اسی علاقے سے آگے بڑھ کر سیاچن گلیشیر کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا حالانکہ 1949 سے 70 کلومیٹر لمبا یہ گلیشیر پاکستانی عملداری میں شمار ہوتا تھا اور دنیا بھر کی کوہ پیانی میں حکومت پاکستان سے اجازت لے کر ادھر کارخ کرتی تھی اور 35 برس تک خود بھارتی مصنفوں اپنی کتابوں میں سیاچن کو پاکستانی علاقہ شمار کرتے رہے۔ لیکن بھارتی حکمرانوں نے 35 برس بعد اس خطے میں ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ کوہستان قراقرم کی بلندیوں پر واقع سیاچن گلیشیر کے جنوب سے جنگ بندی لائن مشرق میں پانچ ہزار پانچ سو اٹسٹھ میٹر بلند درہ قراقرم تک جاتی تھی۔ جو چین کی سرحد پر واقع ہے۔ یہیں درہ قراقرم کے مشرق سے لیکر جنوب میں دریائے سندھ تک اقصائے چین کا تکونی علاقہ ہے جس پر اکتوبر 1962 سے چین کا قبضہ ہے مگر بھارت کو ابھی تک اسے واپس لینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اقصائے چین تقریباً سترہ ہزار مربع کلومیٹر کا علاقہ ہے جو انیسویں صدی کے وسط میں ہندو ڈوگرامہ راجہ گلاب سنگھ نے ریاست جموں کشمیر میں شامل کیا تھا۔ اقصائے چین سے دریائے سندھ کا ایک بڑا معاون دریائے شیوک نکلتا ہے جو جنوب سے چکر کاٹ کر کوہستان قراقرم اور کوہستان لداخ کے درمیان بہتا ہے تبت (چین) سے آنے والا دریائے سندھ مقبوضہ کشمیر کے چینی مقبوضہ علاقہ دیچوک میں سے گزر کر کوہستان لداخ کے جنوب میں بہتا ہے اور یہ سے آگے دریائے کرگل کا پانی سمیٹتا ہوا یہ عظیم دریا کنٹرول لائن پار کر کے دریائے شیوک کو بھی اپنے اندر شامل کر لیتا ہے۔ خپلو کے قریب سیاچن سے آنے والا دریائے سالتو رو اور گیشہ بروم پہنچنے والے 8086 میٹر کی طرف سے نکلنے والا دریا ہوشے دریائے شیوک میں آن

ملتے ہیں۔ گیشہ بروم کے مزید شمال میں دنیا کی دوسری بلند ترین 8611 میٹروں پر چوٹی کے ٹو2K پاک چین سرحد پر واقع ہے۔ سیاچن اور کے ٹو کے شمال میں اڑھائی تین ہزار مربع کلومیٹر کا علاقہ 1963 کے سرحدی معاہدہ میں پاکستان نے چین کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ اقصائے چین اور دیگر ک سمیت یہ تینوں علاقوں میں & Claimed Administered by China کی وضاحت کے ساتھ دکھائے جاتے ہیں سکردو کے مشرق میں دریائے شگر کے ٹوکی طرف سے آکر دریائے سندھ میں شامل ہوتا ہے۔ سکردو سے آگے دریائے سندھ مزید شمال مغرب کو بہتا ہے اور پھر جنگلوٹ کے پاس دریائے گلگت وہنژہ کے پانی لے کر جنوب کو بنہنے لگتا ہے۔ درہ خجراہ سے دریائے ہنزہ گلگت کے ساتھ ساتھ آنے والی شاہراہ ریشم بیہیں سے دریائے سندھ کا کنارہ لیتی ہے۔

اس جغرافیائی تناظر میں سیاچن گلیشیر کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے چنانچہ جموں و کشمیر کے بڑے حصے پر بھارت نے غاصبانہ قبضہ رکھنے کے ساتھ ساتھ سیاچن گلیشیر پر بھی چڑھائی کر رکھی ہے۔ فوجی صدر رضیاء الحق سے سوال کیا گیا تو اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ سیاچن تو برف کا ایک بخیر غیر آباد تودہ ہے جہاں گھاس بھی نہیں اگتی۔ گزشتہ تین دہائیوں میں اس برقرار پر بھارت کے کم و بیش پانچ ہزار فوجی مارے جا چکے ہیں جبکہ پاکستانی فوجی شہداء کی تعداد بھی تقریباً 3 ہزار ہے۔ سانحہ گیاری میں پاکستان کے سوا سو فوجی اور تیرہ چودہ شہری ایک دیویکل بر فانی تودے کے نیچے دب کر شہید ہو گئے تھے۔ اوآخر اپریل میں سابق وزیر اعظم محمد نواز شریف فوجیوں سے اظہار تیکھتی کے لئے سیاچن کے قریب گیاری کے مقام پر پہنچے اور واپسی پر انہوں نے جوش اظہار میں سیاچن سے یک طرفہ طور پر پاکستانی فوج واپس بلانے کی افلاطونی تجویزیوں پیش کر دی جیسے میاں صاحب کی خواہش کے

جواب میں بھارت خیر سگالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیاچن سے اخلاع کا فوری اعلان کر دے گا۔ 24 برس پہلے دسمبر 1988 میں بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی نے اسلام آباد میں وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے ساتھ بند کمرے کی ملاقات میں سیاچن سے اخلاع کا وعدہ کیا تھا اور اس وعدے کے عوض بے نظیر بھٹو کے بقول ہم نے ان کی مدد کی اور وہ مدد بھارتی پنجاب کے خالصتائی سکھوں کی بھارت سے علیحدگی کی تحریک دبانے کے لئے سکھ حریت پسندوں کی فہرست دیکر کی گئی جس میں پاکستان کے ایک بہت معروف قانون دان کا نام بھی آتا ہے جسے سابق وزیر قانون بابر اعوان نے حالیہ دورہ بھارت سے واپس آ کر اپنے کالم ”وکالت نامہ“ میں فاتحہ خالصتائی لکھا ہے۔ دوسرا طرف حقیقت یہ ہے کہ راجیو گاندھی نے بنی نظیر بھٹو سے جھوٹا وعدہ کیا تھا۔ جو پورا نہ کیا گیا

اواخر 2007 میں بے نظیر کی خواہش پر ان کے دوست بھارتی صحافی کرن تھا پر نے راجیو حکومت کے سیکریٹری خارجہ پارتحاسار تھی سے کہا کہ بے نظیر بھٹو کی خواہش ہے کہ آپ میڈیا میں اس قسم کا بیان دیں کہ بے نظیر بھٹو نے تو وعدہ پورا کر دیا تھا مگر راجیو نے سیاچن سے فوجیں ابھی واپس نہیں بلائیں۔ اس پر پارتحاسار تھی نے لکا سا جواب دے دیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں بے نظیر بھٹو کو خوش کرنے کے لئے اپنے وزیر اعظم کو جھوٹا کہوں۔

امید ہے اس مختصر مضمون سے کشمیر، گلگت، بلتستان اور سیاچین کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل ہو سکیں گی۔

محمد بشیر بول 0333-6517766

دہستان فکر اقبال، ۵ فروری ۲۰۲۰